

عہد نبوی ﷺ میں خدمتِ خلق، ایک تشریحی مطالعہ

The Servitude to Humanity in the Prophetic Era: An Interpretative Study

Muhammad Fiaz Ud Din

MPhil Scholar Islamic Studies

Mohi-ud-Din Islamic University Nerian Sharif, Azad Kashmir

Email: Muhammadfiazuddin1@gmail.com

Khushhall Shaheen

Visiting Lecturer Hailey College of Commerce, Punjab University Lahore

Email: mphil2017itc@gmail.com

Shabnam Begum

Lecturer Islamic Studies Mohi-ud-Din Islamic University Nerian Sharif, Azad Kashmir

Abstract

Exploring the noble character and acts of service to humanity of Prophet Muhammad (ﷺ) within the framework of the concept of serving mankind reveals a remarkable dedication to the welfare and betterment of both humans and other creatures. It becomes evident that the Prophet (ﷺ) exerted relentless efforts, toil, compassion, and empathy towards the service and well-being of individuals and communities, surpassing any known benefactor, educator, philanthropist, or humanitarian in history. Every aspect of human welfare and benevolence, every deed of kindness and service, finds exemplification in the actions of the Prophet Muhammad (ﷺ). Even if one were to abstain from the conventional or minor acts of service to humanity, the magnitude of the Prophet's legacy remains so colossal that it overshadows all such endeavors. Not only did he advocate and preach service to humanity, but he also practically engaged in it, leaving behind numerous traditions that reinforce the importance of serving others and promoting their welfare. In this short article under review, the sayings and actions of the Holy Prophet (ﷺ) regarding the service of mankind have been described so that the readers can be aware of the social dimension of the Prophetic era.

Keywords: Prophetic Tradition, Service to Humanity, Exegetical Study, Biography of the Prophet (peace be upon him)

خدمتِ خلق کے تصور اور دائرے کو سامنے رکھ کر نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ اور خدمتِ خلق کے کاموں کا مطالعہ کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ نے انسانوں اور دوسری مخلوقات کی جس قدر خدمت اور ان کی بھلائی کے لیے جتنی کوششیں، محنت و مشقت اور ہمدردی و عنقراری کی ہے۔ دنیا کے کسی بھی مصلح، مُربی، خیر خواہ اور بھی خواہ نے نہ کی ہوگی۔ انسانوں کی بھلائی کی جتنی بھی باتیں ہیں اور ان کی خیر خواہی کے جتنے بھی کام ہیں وہ نبی اکرم ﷺ نے کر کے انسانوں کے سامنے رکھے ہیں۔ آپ ﷺ اگر خدمتِ خلق کے رواجی اور چھوٹے کام نہ بھی کرتے تو آپ ﷺ کا یہ کارنامہ ایسا عظیم کارنامہ ہے کہ ان تمام کارناموں پر بھاری رہتا ہے۔

آپ ﷺ نے خدمتِ خلق کے کام کو صرف وعظ و تبلیغ تک ہی نہیں رکھا اور نہ کچھ انفرادی کاموں تک رکھا بلکہ اس مقصد کے لیے عملاً بھی کام کیا اس ضمن میں بہت سی احادیث ہمارے لیے موجود ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ نے دوسروں کی خدمت اور ان کے ساتھ بھلائی کی تائید و ہدایت کی ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربة يوم القيامة⁽¹⁾

”مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ظالم کے حوالے کرتا ہے، جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا تو اللہ اس کی حاجت پوری کرے گا اور جس نے کسی مسلمان سے ایک مصیبت کو دور کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی مشکلات میں سے ایک مشکل کو دور کر دے گا۔“

معاشرتی زندگی میں مالی و جسمانی اعانت، اجتماعی زندگی کی روح اور اس کے سکون کا ذریعہ ہے۔ جس معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں اسے پر سکون اور خوشحال معاشرہ کہا جاسکتا ہے، باہمی تعاون اور تراحم کی تلقین نبی کریم ﷺ نے اس طرح فرمائی ہے:

”تو ایمان والوں کو آپس کی رحمت و محبت اور مہربانی میں ایک جسم کی مانند دیکھو گا جب کسی عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارے بدن کے اعضا بھی بیماری اور بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔“⁽²⁾

حاجت مندوں کی مدد کرنا اور مشکل حالات سے دوچار انسانوں کو سہارا دینا ایک مفید معاشرتی عمل ہے لیکن نبی اکرم ﷺ نے اسے روحانی و اخلاقی بنیادوں پر استوار کیا۔

الساعي على الارملة والمسكين كالساعي في سبيل الله واحسبه قال كالقائم لا يفتر وكالصائم لا يفطر⁽³⁾

”بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا ایسا ہے جیسے خدا کی راہ میں کوشش کرنے والا (راوی کہتا ہے) میں گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا جیسے وہ نمازی جو نماز سے نہیں ٹھکتا اور وہ روزہ دار جو اپنا روزہ نہیں توڑتا۔“

الساعي على الارملة والمسكين كالمجاهد في سبيل الله وكالذي يصوم النهار ويقوم الليل⁽⁴⁾

”بیوہ اور غریب کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا خدا کی راہ کے مجاہد کی طرح ہے اور اس کے برابر جو دن بھر روزہ رکھتا ہے اور رات بھر قیام کرتا ہے۔“

”حضرت ابو موسیٰؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے پاس جن کوئی سائل یا ضرورت مند آتا تو فرماتے کہ سفارش کرو تا کہ تمہیں اجر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کی زبان پر جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے۔“⁽⁵⁾

والذی نفسی بیدہ لا یومن عبد حتی یحب لآخیه ما یحب لنفسه۔⁽⁶⁾
”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے وہ (بھائی) نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔“

نبی اکرم ﷺ نے مخلوق خدا کے ساتھ نیکی اور بھلائی اور رحم کرنے کی اکثر تاکید کی ہے، جس کا اندازہ اس حدیث رسول ﷺ سے لگایا جاسکتا ہے:

قال رسول اللہ ﷺ: الرحمون یرحمهم الرحمن ارحمو امن فی الارض یرحمکم من السماء⁽⁷⁾
”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحم بھی کرتا ہے۔ زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔“

قال رسول اللہ ﷺ: واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیه⁽⁸⁾
”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔“

آج اُمت مسلمہ میں خدمتِ خلق اور حقوقِ العباد کا جتنا کام ہوا ہے وہ سارے کا سارا کام نبی اکرم ﷺ کی جامع تعلیمات پر مبنی ہے۔ خدمتِ خلق کے تمام کاموں کو نبی اکرم ﷺ نے اپنے قول، فعل اور عمل سے سرانجام دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے انسان کی جان و مال، عزت و آبرو کو تحفظ عطا کیا اور امن و سکون سے رہنا سکھایا اور تمام انسانوں کو تعلیم دے کر اخوت و بھائی چارے پر مبنی معاشرہ قائم کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے حقوق و فرائض کا جامع اور کامل تصور اور نظام پیش کیا۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اور ان کے رفقاءے کار کی زندگیوں میں ان کا عملی نمونہ ملتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے مبعوث ہونے کا مقصد ہی خدمتِ خلق تھا۔ دنیا کے مصلحین نے جو کارنامے بتائے جاتے ہیں ان میں اللہ کے نبی اکرم ﷺ کا سب سے بڑا کارنامہ انسانوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا، انھیں حلال اور حرام سے دور رکھنا اور سیرت نبی ﷺ کا پیکر اور چھا شہری بنانا مقصود تھا۔

قرآن مجید میں رسول ﷺ کی بعثت کے جو مقاصد بیان ہوئے ہیں ان میں یہ مقاصد بھی شامل ہیں جن کے حصول کی تکمیل کے لیے سیدنا ابراہیمؑ نے تقریباً چار ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ سے نبی اکرم ﷺ کو مانگا تھا۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ⁽⁹⁾
”اے رب! ان لوگوں میں تو انھی میں سے ایک رسول بھیج جو انھیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے، اور ان کی زندگیاں سنوارے تو ہی غالب اور حکمت والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو قبول فرمایا اور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت اس کا اعلان فرمایا اور آپ ﷺ کی بعثت کو بلا واسطہ عربوں پر اور بالواسطہ تمام انسانوں پر ایک عظیم احسان قرار دیا۔ خدمتِ خلق کے اس مشن عظیم کو حاصل کرنے کے دوران آپ ﷺ نے اور بے شمار فاضل کام سرانجام دیئے۔ آپ ﷺ تمام انسانیت کے خیر خواہ اور بھی خواہ تھے، ان کی بھلائی اور بہتری کے لیے فکر کرنے، ان پر رحم اور شفقت کرنے والے تھے۔ ہر بات اور ہر کام جو انسانوں کی دنیا و آخرت کے لیے نقصان دہ اور ضرر رساں تھا اس سے آپ ﷺ کو سخت تکلیف پہنچتی تھی۔

اللہ رب العزت نے نبی اکرم ﷺ کی اس کیفیت کو اس طرح بیان کیا ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ⁽¹⁰⁾

”دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس کو گراں گزرتا ہے۔ وہ تمہاری فلاح کا چاہنے والا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے نہایت شفیق اور رحیم ہے۔“

رسول اکرم ﷺ نے امت اور انسانیت کی جو خدمت کی، اصلاح و تبلیغ کا جو کام کیا اور ان کی تعلیم و تربیت اور ان کی روحانی و اخلاقی تربیت کی اس میں ان کا کوئی دنیاوی غرض و غایت اور لالچ نہیں تھا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے نہ کبھی ان پر کوئی معاوضہ طلب کیا، نہ کبھی احسان جتلیا، اور نہ کسی کو اذیت دی، بلکہ یہ کام محض اللہ کی خوشنودی اور اپنے فرض منصبی کی ادائیگی کے لیے کیا۔

ارشادِ ربانی ہے: وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ⁽¹¹⁾

”حالانکہ تم اس خدمت پر ان سے کوئی اجر نہیں مانگتے ہو یہ تو نصیحت ہے جو دنیا والوں کے لیے عام ہے۔“

نبی اکرم ﷺ پوری مخلوقات کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے اور رحمت کا یہ فیضان ہر دور میں اور ہر زمان و مکان کے لیے عام تھا۔ آپ ﷺ کی رحمت سے بالواسطہ اور بلاواسطہ ہر ذی نفس کو کسی نہ کسی طرح حصہ ملا ہے۔

نبی اکرم ﷺ مظلوموں اور مقہور انسانوں، غلاموں، مزدوروں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور کمزوروں کے لیے رحمت بن کر آئے تھے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو تمام ظلم و زیادتیوں سے نجات دلائی اور ان کو ان کا معاشی، معاشرتی، سیاسی و سماجی حقوق دلوائے۔ دنیا سے ہر قسم کی عصبیت اور قومیت کو ختم کر کے اسلام میں داخل ہونے والوں کو ایک امت اور جسد واحد بنایا۔ عورتوں کو ہر قسم کے حقوق دلوائے اور عام انسانوں کو ہر قسم کے استحصال سے چاہے وہ مالی تھا یا اخلاقی، معاشی ہو یا معاشرتی یا سیاسی ان تمام استحصال سے نجات دلائی۔ اب اگر کوئی خود ہی اس رحمت سے منہ موڑے تو اس کی بد قسمتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی رحمت تو عام ہے اور عام ہی رہے گی۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ ایک دفعہ اراش قبیلے کا ایک شخص کچھ اونٹ لے کر مکہ آیا۔ ابو جہل نے اس کے اونٹ خرید لیے اور قیمت طلب کرنے پر ٹال مٹول کرنے لگا۔ اراشی نے تنگ آکر حرم کعبہ میں قریش کے سرداروں کو جا پکڑا اور مجمع عام میں فریاد شروع کر دی۔ اس وقت حرم کے ایک گوشے میں نبی اکرم ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ قریشی سرداروں نے اس شخص سے کہا کہ ہم تو کچھ نہیں کر سکتے، وہ صاحب جو اس کو نے میں بیٹھا ہوا ہے ان سے جا کر اپنی فریاد کرو وہ تم کو تمہارا حق دلا سکتا ہے۔ چنانچہ اراشی نبی اکرم ﷺ کی طرف چلا گیا اور قریش کے سرداروں نے کہا کہ آج لطف آئے گا۔ اراشی نے جا کر آپ ﷺ سے فریاد کی تو آپ ﷺ اسی وقت کھڑے ہوئے اور اسے لے کر ابو جہل کے مکان پر گئے سرداروں نے ایک آدمی کو پیچھے لگا دیا کہ جو کچھ معاملہ ہو تم ہمیں اس سے آگاہ کرنا۔ نبی اکرم ﷺ سیدھے ابو جہل کے دروازے پر پہنچے اور دستک دی ابو جہل نے پوچھا کون؟ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: محمد ﷺ وہ حیران ہو کر باہر آیا تو آپ ﷺ نے اس سے کہا اس شخص کو اس کا حق ادا کرو۔ وہ کوئی حیلہ بہانہ کیے بغیر گھر گیا اور اس کی اونٹوں کی قیمت لا کر اس کے ہاتھ میں رکھ دی۔ قریش کا مخبر یہ حال دیکھ کر حرم کی طرف گیا اور قریش کے سرداروں کو بتایا اور قریش کے سردار کہنے لگے واللہ آج یہ عجیب معاملہ دیکھا ہے جو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حکم بن ہشام (ابو جہل) جب نکلا تو نبی اکرم ﷺ کو دیکھتے ہی اس کا رنگ فق ہو گیا اور جب محمد ﷺ نے اس سے کہا کہ اراشی کا حق ادا کرو تو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے اس کے جسم میں جان نہیں ہے۔“ (12)

نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ خلق اور شفقت علی الخلق کی ایک مثال اصحاب صفہ کی خدمت و پرورش ہے۔ یہ صفہ و اصحاب صفہ کا طریقہ اور سنت ہے جو دینی مدرسوں اور یتیم خانوں کی شکل میں ہمارے معاشرے میں آج تک موجود ہے اور یہ تاقیامت تک خدمتِ خلق کا جذبہ موجود رہے گا۔

غزوہ خندق کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ ملک کر خندق کھودی۔ اس جنگ میں نبی اکرم ﷺ نے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ جب لوگوں کو کھانے کھائے تین دن گزر گئے تو حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے نبی اکرم ﷺ کے اندر بھوک کے سخت آثار دیکھے تو بکری کا ایک بچہ ذبح کیا اور ان کی بیوی نے جو کا ایک صاع پیسا، پھر رسول ﷺ سے رازداری کے ساتھ گزارش کی کہ چند رفقا کے ہمراہ تشریف لائیں لیکن نبی اکرم ﷺ نے تمام اہل خندق کو جن کی تعداد ایک ہزار تھی ہمراہ لے کر چل پڑے سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور کھانا اپنی اصل حالت میں برقرار رہا۔ (13)

”مدینہ منورہ میں نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں بے حال شخص حاضر ہوا اور کھانا طلب کیا۔ آپ ﷺ نے اُس کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے اور گھر تشریف لائے گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی سوائے پانی کے۔ آپ ﷺ

والہی تشریف لائے اور صحابہ سے کہا کہ صاحب اس شخص کو اپنا مہمان بنائے گا اللہ اس پر رحم فرمائے گا۔ اس پر ابو طلحہؓ نے عرض کیا کہ میں انھیں اپنا مہمان بنانا ہوں پھر وہ اسے اپنے گھر لے گئے ان کے گھر صرف بچوں کے لیے کھانا موجود تھا۔ ابو طلحہؓ کی تجویز پر بچوں کو بہلا کر سلا دیا گیا اور کھانا لگانے کے بعد چراغ کو بجھا دیا گیا تاکہ مہمان یہ سمجھے کہ میزبان بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ یوں ابو طلحہؓ اور ان کے گھر والوں نے بھوک میں رات گزاری لیکن بھوک اور ضرورت مند کو پیٹ بھر کر کھانا کھلادیا۔ صبح جب حضرت ابو طلحہؓ اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہارے اس حسن سلوک سے بہت خوش ہوا“ (14)

نبی اکرم ﷺ اپنی ضرورت و حاجت پر دوسروں کی ضروریات کو ہمیشہ ترجیح دیتے تھے۔ بعض اوقات آپ ﷺ خود ضرورت مند ہوتے پھر بھی دوسروں کے سوال کو پورا کر دیتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ پوری انسانیت کے لیے ہدایت بن کر آئے تھے اور ساری انسانیت کے لیے پیغام اور نمونہ لائے تھے۔ انسانیت کا یہ ایک نمونہ ہے جس کے سانچے میں ڈھل کر انسان اپنے اور اپنے ابنائے نوع کی فلاح کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ معاشرے کو پیش آمدہ مسائل کے خازنوں سے نجات دے کر نظام زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا پیغام اور اسوہ درحقیقت ماہتاب کی روشنی اور بارش کے پانی اور ہوا کے جھونکوں کی مانند ہے جس سے ہر کو فیض یاب ہو سکتا ہے۔ (15)

2.1.1 خاندان رسالت اور خدمتِ خلق

آپ ﷺ کے جد امجد کی جو خدمات تاریخ، سیرت اور احادیث کی کتب میں بیان ہوئی ہیں، اُن میں حجاج کی خدمت خاص طور پر نمایاں ہے، ان کی خدمات میں چار کام اہم ہیں۔

1. **الرفادہ:** حجاج کرام جب حج کے لیے آتے اور ان میں سے جو لوگ اپنے کھانے کا بندوبست نہیں کر سکتے تو ان کے کھانے کا انتظام قریش کی طرف سے کیا جاتا اور ان کے واپس ہونے تک ان کو کھانا ملتا رہتا تھا۔
2. **السقایہ:** مکہ مکرمہ میں پانی کی عام طور پر قلت رہی ہے۔ زم زم کا پانی بیت اللہ اور اُس کے ارد گرد لوگوں کے لیے تھا۔ قریش کی تقسیم کار کر کے تمام حاجیوں کو حرم، منیٰ اور عرفات میں پانی پہنچانے اور پلانے کا کام اپنے ذمے لیا ہوا تھا۔ زم زم کے کنویں پر بھی یہ لوگ موجود رہتے اور پانی نکال کر لوگوں کو پلاتے تھے۔
3. **الحجابہ:** بیت اللہ کی دیکھ بھال، اس میں آنے والے تحائف و ہدایا کی وصولی اور اس کی کلید برداری کی خدمت ان کے ذمے تھی۔ اس کی مرمت و تعمیر بھی ان کے ہی ذمے تھی۔
4. **دار الندوہ اور اللوائ:** بڑے اہم معاملات کے لیے قریش کی زیر نگرانی دار الندوہ بھی مشورے اور فیصلے کرنے کی جگہ ان کے پاس تھی۔ کسی لڑائی جھگڑا وغیرہ کے موقع پر جھنڈا ان کے پاس ہوتا تھا۔ (16)

قرآن مجید نے اس عمل کو قریش کے لیے نعت و رحمت گناتے ہوئے اس طرح بیان کیا:
 أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ تَرْمِيهِمْ
 بِحِجَارَةٍ مِنْ سِجِّيلٍ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ (17)

”چونکہ قریش مانوس ہو گئے یعنی جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس۔ لہذا ان کو چاہیے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔“

ہاشم کے قبیلہ کا دوسرا کارنامہ جس کی وجہ سے ہاشم معروف ہوئے یہ ہے کہ ایک مرتبہ مکے میں قحط پڑا اور لوگ بھوک سے لاغر ہو گئے اسی حالت میں انہوں نے اپنے اونٹوں کو ذبح کیا اور ان کا گوشت پکوا یا اور شوربے میں روٹیاں کے ٹکڑے کر کے اہل مکہ کو کھلائیں اور یہ عمل حج کے دنوں میں بھی جاری رہتا۔ اس لیے ان کو ہاشم (روٹیوں بنانے والا) کہنے لگے۔ اس طرح ان کے دسترخواں بہت وسیع تھا جو مسافروں، غریبوں اور اجنبیوں کے لیے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ (18)

آپ ﷺ کے داد عبد المطلب (المولد 497ء) ہیں یہ جو دو سخا میں ہاشم سے بھی بڑھ کر تھے۔ ان کی مہمان نوازی انسان سے گزر کر چرند و پرند تک پہنچ گئی تھی اس کی وجہ سے عرب کے لوگ ان کو فیاضی اور مطعم طیر السماء (آسمان کے پرندوں کو کھانا کھلانے والا) کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ (19)

چاہ زم زم کو کھودنا آپ نے چاہ زم زم کو چھی طرح کھود کر کشادہ کیا، اور پھر اس کے ارد گرد بڑے حوض بنوائے، جن میں پانی بھر کر حاجیوں اور راستہ چلتے مسافروں کو پلاتے تھے۔ (20)

نذر پوری کرنا عبد المطلب نے نذر مانی تھی کہ میرے دس بیٹے ہو جائیں تو ایک بیٹے کو اللہ کے نام پر قربان کر دوں گا۔ جب دس بیٹے ہو گئے تو نذر پوری کرنے کے لیے قرعہ اندازی کی گئی تو سب سے پیارے بیٹے عبد اللہ (والد نبی اکرم ﷺ) کے نام قرعہ نکلا۔ اب ان کو ذبح کرنے کے لیے حرم کی طرف چلے۔ اس پر جناب عبد اللہ کی بہنیں رونے لگیں اور یہ طے ہوا کہ عبد اللہ ایک طرف اور دس اونٹ دوسری طرف کر کے قرعہ ڈالا جائے۔ اس پر قرعہ اندازی ہوئی تو قرعہ عبد اللہ کے نام ہی نکلا اس پر عبد المطلب دس، دس اونٹ بڑھا کر قرعہ ڈالتے گئے مگر قرعہ عبد اللہ کے نام ہی نکلتا تھا، آخر جب سو اونٹ ہوئے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ انہوں نے سو اونٹ صفا اور مروہ کے درمیان ذبح کیے اس عمل کی وجہ سے آپ ﷺ کو ابن اللہ بیحین کہا جاتا ہے۔ (ایک حضرت اسماعیل قربانی اور ایک جناب عبد اللہ کی قربانی) اس میں خدمتِ خلق یہ پہلو ہے کہ لوگوں نے پیٹ بھر کر گوشت کھایا اور اپنی غذائی ضرورت پوری کی۔ (21)

2.2.2 نبی اکرم ﷺ اور قبل النبوة خدمتِ خلق

آپ ﷺ نے قبل از نبوت خدمتِ خلق اور رفاه عامہ کے بے شمار کام کیے، لیکن سیرت و تاریخ میں اس دور

کی بہت کم مثالیں اس میں موجود ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کا اہم تبصرہ موجود ہے جس سے اس دور میں آپ ﷺ کے کاموں کا اندازہ ہوتا ہے۔

بیت اللہ کی تعمیر میں حصہ لینا بیت اللہ کی دیواریں گردشِ زمانہ سیلاب اور بارشوں سے خراب ہو گئیں تو قریش نے اسے دوبارہ تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ تعمیر کے لیے پتھر حرم کے شمالی جانب جبلِ کعبہ سے اٹھا کر لاتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ پتھر اٹھانے والوں کے ساتھ پتھر کندھوں پر اٹھا کر لاتے تھے۔ اس طرح آپ ﷺ نے تعمیر بیت اللہ میں حصہ لیا۔⁽²²⁾ بیت اللہ مسلمانوں کو تفرقے اور علیحدگی سے بچا کر ایک مرکز پر جمع کرنے کا کارِ نبوت سرانجام دیتا ہے۔

عبداللہ بن ابی الحسّاءؓ سے روایت ہے کہ میں نے بعثت سے پہلے نبی اکرم ﷺ سے ایک کاروباری معاملہ کیا، میرے ذمہ اس کی کچھ ادائیگی باقی تھی، میں نے عرض کیا کہ میں ابھی لے کر آتا ہوں، اتفاق سے گھر جانے کے بعد میں بھول گیا تین روز کے بعد یاد آیا میں آپ ﷺ سے واپسی کا وعدہ کر کے آیا تھا، یاد آتے ہی فوراً وعدہ گاہ پر پہنچا تو نبی اکرم ﷺ کو اسی جگہ پایا۔ آپ ﷺ نے صرف اتنا فرمایا کہ تم نے مجھے تکلیف دی، میں تین روز سے اسی جگہ پر تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔⁽²³⁾

1. قوم کو خون ریزی سے بچایا

نبی اکرم ﷺ کی عمر مبارک 35 سال کے لگ بھگ تھی کہ اس دوران قریش نے بیت کی تعمیر نو کا فیصلہ کیا۔ بیت کی عمارت بنانے میں تو سب شامل تھے، مگر حجر اسود نصب کرنے کا وقت آیا تو ان میں اختلاف ہو گیا، کیونکہ ہر ایک کا یہ تقاضا تھا کہ یہ کام اس کے ہاتھوں سے سرانجام پائے، چار دن تک برابر یہی جھگڑا چلتا رہا اور قریب تھا کہ تلواریں نکال لی جاتی اور خونریزی شروع ہو جاتی۔ ابو امیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے بڑی عمر کے تھے، یہ رائے دی کہ کسی کو حکم بنا کر اس کا فیصلہ پر عمل کریں۔ چنانچہ اس رائے کو مانا گیا اور طے ہوا کہ اب جو شخص حرم میں سب سے پہلے داخل ہو گا وہی سب کا حکم سمجھا جائے گا۔ یہ بات طے ہوئی تھی کہ اللہ کے نبی ﷺ تشریف لے آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی سب نے کہا کہ ”ہذا الامین رضینا امین“ آگیا، ہم اس کے فیصلے پر رضامند ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی دانائی اور معاملہ فہمی سے ایسی تدبیر کی کہ سب خوش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ایک چادر بچھائی اور اس پر حجر اسود اپنے ہاتھ سے رکھا پھر ہر ایک قبیلے کے سردار چادر پکڑ کر اٹھائیں، اس طرح اس پتھر کو وہاں تک لے گئے جہاں اسے نصب کرنا تھا، آپ ﷺ نے پھر اسے اٹھا کر اس کی اپنی جگہ یعنی بیت اللہ کے کونے اور طواف کی جگہ پر نصب کر دیا۔⁽²⁴⁾

نبی اکرم ﷺ نے بہترین تدبیر سے ایک خوف ناک جنگ کا انسداد کر دیا، ورنہ اس وقت کے اہل عرب بکریوں کے ریوڑ کو پانی پلانے، گھوڑے دوڑانے، اشعار کہنے اور ایک قوم کو دوسری قوم سے اچھا بتانے جیسی ذرا ذرا سی باتوں پر ایسی جنگ ہوتی تھی کہ برسوں نہ ختم ہونے والا یہ سلسلہ ختم نہ ہونے کو آتا تھا۔

2. حلف الفضول میں شرکت

نبی اکرم ﷺ کی عمر 20 سال تھی کہ ایک اہم معاہدے کی تجدید ہوئی۔ اس معاہدے کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ عرب ممالک کی عام بد امنی، راستوں کے خطرناک ہونے، مسافروں کو لٹنے اور غریبوں پر زبردستوں کے ظلم نے چند باشعور اور دردمند لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ اس کا خاتمہ کریں، ایسا جذبہ رکھنے والے کچھ لوگ جمع ہوئے ان میں چند لوگ فضل بن فضالہ، فضل بن ودامہ اور فضل بن حارث کے نام سرفہرست ہیں، انہوں نے ایک معاہدہ کیا جس نے حلف الفضول کے نام سے شہرت پائی۔⁽²⁵⁾

حرب فجار جو واقعہ فیل کے بعد بڑا واقعہ ہے جس میں بہت خون بہا تھا، اس کے نتیجے میں حجاز میں بڑی بد امنی ہو گئی تھی۔ زبیر بن المطلب کی تحریک پر اور بقول سلیمان منصور پوری آپ ﷺ کی تحریک پر بنو ہاشم اور بنو تمیم دونوں عبد اللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور حلف الفضول کی تجدید کی اس معاہدے میں چار اہم شرائط طے ہوئیں اور ہر ممبر اس کا اقرار کرتا تھا۔ 1- ملک سے بد امنی دور کریں گے۔ 2- مسافروں کی حفاظت کریں گے۔ 3- غریبوں اور ناداروں کی امداد کریں گے۔ 4- ظالم کو مظلوم پر ظلم کرنے سے روکیں گے۔ نبی اکرم ﷺ اس معاہدے میں شریک تھے جس کے نتیجے میں کسی حد تک امن قائم ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ اس معاہدے کا ذکر کر کے فرماتے تھے کہ اس معاہدے کے مقابلے میں مجھے سرخ اونٹ بھی دیے جائیں تو ہرگز پسند نہیں کرتا اور اگر زمانہ اسلامی میں بھی اس قسم کے معاہدے کی طرف بلایا جاؤں تو اس کی شرکت کو ضرور قبول کروں گا۔⁽²⁶⁾

نبوت سے قبل نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ خلق کے کاموں کی تفصیل تو نہیں ملتی، البتہ ایک روایت جو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ اور بعض دیگر محدثین نے حضرت خدیجہؓ کی زبانی بیان کی ہے، وہ روایت نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے اس پہلو سے پردہ اٹھاتی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نزولِ وحی سے پہلے آپ ﷺ کس قسم کے کارنامے سرانجام دیتے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کلا، واللہ لا یخزیک اللہ ابدًا، انک تصل الرحم وتحمل الكل، وتکسب المعدوم، وتقری الضیف، وتعین علی نوائب الحق⁽²⁷⁾

ہرگز نہیں، آپ اطمینان رکھیں۔ اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی گزند نہیں پہنچے دے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کو کما کر دیتے ہیں، مہمانوں کی مہمانداری کرتے ہیں اور حق کی راہ میں آنے والی باتوں میں مدد کرتے ہیں۔ حضرت خدیجہؓ جیسی زیرک، دانا، جہان دیدہ اور تجربہ کار خاتون نے یہ باتیں نہ تو بے بنیاد کہیں ہیں اور نہ ہی جھوٹ موٹ کہیں ہیں، بلکہ یہ ان کے چشم دیدہ اور آزمودہ واقعات و صفات ہیں جو آپ ﷺ میں موجود تھیں۔

اس دور میں خدمتِ خلق کا یہ عظیم کام کس وسعت سے سرانجام دیتے تھے۔ آج کے ترقی یافتہ دور کا بڑے سے بڑا انسان اس قسم کے ہمہ جہت کام بنفس نفیس خود سرانجام دیتا ہے یادے سکے گا۔

2.2.3 نبی اکرم ﷺ کی بعثت اور بعد خدمت خلق

دنیا کے بہترین مصلحین کے جو کام یاد کیے جاتے ہیں ان میں سرفہرست انسانوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا، انہیں گندی اور خرافات سے نکالنا اور اخلاقِ حسنہ کا پیکر اور اچھا شہری بنانا ہے۔

قرآن نے نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے چار مقاصد بیان کیے ہیں ان میں یہ بھی شامل ہیں ان مقاصد کے حصول و تکمیل کے لیے سیدنا ابراہیمؑ نے آج سے تقریباً 4000 ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ سے آپ کو مانگا تھا۔

ارشاد باری ہے: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ⁽²⁸⁾

”اے ہمارے رب، ان لوگوں میں تو انہی کی قوم سے ایک رسول اٹھا، جو انہیں تیری آیات سنائے، ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوار دے، تو بڑا ہی مقتدر اور حکیم ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا کو قبولیت بخشی اور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے وقت اس کا اعلان فرمایا اور آپ ﷺ کی بعثت کو بلا واسطہ عربوں پر اور بلا واسطہ تمام انسانوں پر ایک عظیم احسان قرار دیا اور اس کی قدر شناسی کی۔ نبی اکرم ﷺ تمام انسانوں کے خیر خواہ تھے ان کی بھلائی اور بہتری کے لیے فکر کرنے والے، ان پر رحم کرنے والے اور شفقت کرنے والے، جو کام اور جو بات انسانوں کی دنیا و آخرت کے لیے نقصان دہ ہے اس سے اس کو سخت تکلیف پہنچتی تھی اللہ نے اس کیفیت کو قرآن میں اس طرح بیان کیا ہے۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ⁽²⁹⁾ ”دیکھو تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے، تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔“

نبی اکرم ﷺ کو ہر وقت اپنی امت کا خیال رہتا تھا، اس کی دنیوی اور آخری فلاح کے لیے فکر مند رہتے تھے۔ ان کی ہر قسم کی خرابیوں سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی تھی اور ان پر کڑھتے تھے۔

آپ ﷺ نے امت کی اور انسانوں کی جتنی بھی خدمت کی، اصلاح و تہذیب کی، ان کی تعلیم و تربیت کی اور ان کی روحانی و اخلاقی تربیت کی، اس سے آپ کی کوئی دنیاوی غرض وابستہ نہ تھی۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سے کوئی بدلہ طلب نہیں کیا، کسی پر کوئی احسان نہیں جتایا، کسی کو کوئی ذہنی اذیت نہیں دی اور نہ اس کی تشہیر کی۔ یہ تمام کام صرف اللہ کی رضا کے لیے کیے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ بُدِيَ لَهُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ⁽³⁰⁾

”حالانکہ تم اس خدمت پر ان سے کوئی اجر بھی نہیں مانگتے ہو یہ تو نصیحت ہے جو دنیا والوں کے لیے عام ہے۔“

یہ وہ فرق ہے جو رفاہی کام آخرت سے کٹ کر، اس کا تصور و عقیدہ درمیان سے نکال کر کیے جاتے ہیں ان میں وہ برکت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کام کا آخرت میں کوئی نتیجہ سامنے آئے گا۔ بس چند دن کی داد ہو جاتی ہے۔ ایسے کام کو دوام و تسلسل نصیب نہیں ہوتا۔ اسلام کا یہ اصول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نیک عمل اس وقت قبول ہو گا جب اس کے ساتھ ایمان و ایقان کی دولت ہو اور بے غرضی اور اخلاص کے ساتھ ہو۔

2.2.4 بعد از ہجرت رفاہی کام

نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ کی نواحی بستی قبائیں 12 ربیع الاول 13 نبوی کو پہنچے آپ ﷺ نے چند روز قیام کیا اور ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قبایا مسجد تقویٰ کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس مسجد کی بنیاد رکھنے اور تعمیر کرنے میں بذات خود حصہ لیا سب سے پہلے اپنے دست مبارک سے ایک پتھر لا کر قبلہ رخ رکھا، آپ کے بعد ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے ایک پتھر رکھا، اس کے بعد دیگر حضرات صحابہ کرامؓ نے پتھر لا کر رکھنا شروع کیا اور تعمیر کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ آپ ﷺ بھی بھاری پتھر اٹھا کر لاتے اور بعض دفعہ پتھر تھامنے کی غرض سے شکم مبارک سے لگا لیتے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ رہنے دیں، ہم اٹھالیں گے تو آپ نے قبول نہ فرماتے۔⁽³¹⁾

نبی اکرم ﷺ جب قبایا بستی سے مدینہ منورہ تشریف لائے اور آپ ﷺ کی اونٹنی اللہ کے حکم سے موجودہ مسجد نبوی کی جگہ بیٹھ گئی تو آپ نے اس جگہ قیام کا فیصلہ کیا۔ یہاں کھجوروں کا کھلیان اور مشرکین کی چند قبریں تھیں۔ یہ جگہ سہل اور سہیل نامی دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ یہ لڑکے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی کفالت میں تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں بلا کر یہ زمین فروخت کرنے کا فرمایا۔ ان لڑکوں نے عرض کی کہ ہم اس کی قیمت اللہ سے ہی لیں گے اور آپ کی خدمت میں بطور ہبہ بلا قیمت پیش کرتے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے ہدیہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کی قیمت دے کر مسجد کی تعمیر شروع کرائی۔⁽³²⁾ یہ قیمت حضرت ابو بکرؓ نے ادا کی تھی۔

مسجد نبوی کی بنیاد رکھنے کے ساتھ ہی صفہ کی ابتدا ہو گئی صفہ چبوترے کو کہتے ہیں جو مسجد نبوی سے متصل شمالی جانب تھا۔ ایسے نئے آنے والے مہاجرین اور طالب علم جو دین کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے یا مجاہدین جو جہاد کے لیے نکلنے کے انتظار میں رہتے تھے۔ یہاں آکر مقیم ہوتے یہ لوگ نہایت غریب، بے سہارا اور بے گھر ہوتے تھے۔ ان کی تعداد میں کمی و بیشی ہوتی رہتی تھی۔ کبھی تو بیس، پچیس اور پچاس ہوتے کبھی سینکڑوں تک ہو جاتے تھے۔ یہ لوگ آپ ﷺ کی

صحبت میں بیٹھ کر دین کی تعلیم و تربیت حاصل کرتے تھے اور اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور بیچتے یا دوسری محنت مز دوری ملتی تو وہ بھی کر لیتے، بعض دفعہ مزدوری نہ ہونے اور کھانے کا بندوبست نہ ہونے کی وجہ سے بھوکے رہتے، کوئی صاحب خیر کھانا کھلا دیتا تو کھا لیتے ورنہ پانی پی کر گزارہ کرتے۔

ان لوگوں کی پرورش اور ضروریات بقدر استطاعت نبی اکرم ﷺ کرتے تھے۔ کبھی ان کو دودھ پیش کرتے، کبھی کھانا دیتے، کھانے کی برکت کے سلسلے میں آپ ﷺ کے جو معجزات سیرت رسول ﷺ کی کتابوں میں بیان ہوئے ہیں ان میں سے کچھ کا تعلق اصحاب صفہ سے ہے۔⁽³³⁾ آپ ﷺ کی خدمت خلق اور شفقت علی الخلق کی ایک اہم مثال اصحابہ صفہ کی خدمت و پرورش اور ان کی تعلیم و تربیت ہے۔ یہ صفہ و اصحابہ صفہ کا طریقہ اور سنت ہے جو دینی مدارس اور یتیم خانوں کی شکل میں آج تک ہمارے معاشرے میں موجود ہے اور تا صبح قیامت تک یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے حاجت مندوں پر رحمت، شفقت اور ان کی ضروریات کو پورا کیا۔ حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کے وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مضر قبیلے کے کچھ لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ لوگ ننگے پیر، ننگے بدن اور پرانے کپڑوں میں تھے اور گلے میں تلواریں لٹکائے ہوئے تھے، ان کے بھوک و افلاس کی یہ حالت دیکھ کر آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دکھ سے تبدیل ہو گیا۔ آپ ﷺ اپنے گھر گئے پھر جلد ہی واپس باہر آ گئے اور حضرت بلالؓ اذان دینے کا حکم دیا، حضرت بلالؓ نے اذان دی، پھر اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور لوگوں سے خطاب کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا:

”لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیے۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو اور یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔“ پھر نبی اکرم ﷺ نے سورۃ حشر کی یہ آیت تلاوت فرمائی: اَتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ . وَاتَّقُوا اللَّهَ .⁽³⁴⁾ ”اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لیے کیا سامان تیار کیا ہے، اللہ سے ڈرتے رہو۔“ پھر فرمایا کہ ہر شخص اپنے دینار و درہم سے، اپنے کپڑوں سے، اجناس کے صاع (ایک پیمانہ) اور کھجور کی مقدار سے صدقہ کرے یہاں تک کہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد انصار کا ایک شخص درہم کی ایک تھیلی لے کر آیا جس سے اس کے ہاتھ تھک رہے تھے بلکہ تھک ہی گئے تھے، پھر سامان لانے والوں کی قطاریں لگ گئی اور میں نے کھانے کی اشیاء اور کپڑوں کے دو بڑے ڈھیر دیکھے اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے سونے کی طرح چمکتا ہوا دیکھا۔ اس موقع پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس شخص نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ نکالا اور اس کے لیے اس کا اجر ہے اور ان لوگوں کا بھی اجر ہے جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اور ان پر عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جس شخص نے اسلام میں کوئی بر طریقہ نکالا تو اس پر اس کا گناہ ہو گا اور ان لوگوں کا بھی گناہ ہو گا جو اس کے بعد اس عمل کو کریں گے اور ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی۔“ (35)

طبرانیؒ کی ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ عبدالقیس کے وفد کے تھے اور ان کی مکملی اوڑھے ہوئے تھے اور ان پر تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔ ان لوگوں کی تکلیف دہ حالت کی وجہ سے آپ ﷺ کو بھی تکلیف ہوئی اور اپنے گھر میں گئے پھر باہر آئے۔ پھر آپ ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا اور لوگوں کو اس پر آمادہ کرتے ہوئے فرمایا: ”آدمی اپنی گندم کی مقدار میں سے صدقہ کرے۔“ (36)

ان احادیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی حاجت مند اور آفات کا گھرا ہوا کوئی فرد آئے تو اس کی حاجت پوری کرنی چاہیے اس کے فریاد کرنا کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ حاجت مندوں کی اعانت کے لیے ایبل کرنا اور اتفاق کی ترغیب دینا سنت رسول ﷺ ہے۔ انسان جو نیکی یا بدی علانیہ کرتا ہے وہ اثر کے لحاظ اس نیکی یا بدی سے زیادہ موثر ہے جو پوشیدہ طور پر کرتا ہے۔ نیکی کی ترغیب کے لیے نفلی خیرات اور دیگر نیکیاں علانیہ کرنا جائز بلکہ افضل ہے۔ ہر شخص کو عمل کا بدلہ ملے گا اور اس کی وجہ سے کسی دوسرے کا عمل کم نہیں ہو گا۔ حکمرانوں کے لیے آپ ﷺ کا یہ عمل ایک بہترین مثال ہے کہ وہ اپنے علاقے اور اپنی رعیت کی پریشانی کو کس طرح محسوس کریں اور ان کے لیے کتنے بے چین ہوں۔

نبی اکرم ﷺ نے مہمان نوازی اور میزبانی کی جو اہمیت و فضیلت بیان کی ہے وہ بڑے اجر و ثواب پر مبنی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ خود مہمانوں کی خاطر مہارت کرتے، ان کی خدمت کرتے اور ان کے آرام و قیام کا بندوبست کرتے۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس ہر مذہب، ہر علاقے اور ہر حیثیت کے لوگ آکر مہمان بنتے اور آپ ﷺ ان کی مہمانی و میزبانی کرتے۔ آپ ﷺ کے مہمانوں میں مومن، کافر، مشرک، عیسائی، یہودی، منافقین وغیرہ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی ان کی خدمت کرتے، ان کے قیام و آرام کا بندوبست کرتے، ان کے طعام کا بندوبست کرتے۔ یہ رواداری اور خدمت خلق اس دور میں تھی جبکہ دنیا میں اس وقت تک عصبیتوں، نفرتوں، تفرقوں اور قومیتوں میں بٹی ہوئی تھی۔

”حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کافر مہمان بنا اس کی مہمان نوازی کے لیے آپ ﷺ نے ایک بکری کا دودھ نکال کر لانے کا حکم دیا جب دودھ آیا تو وہ کافر ساراپی گیا، پھر دوسری بکری کا دودھ نکال کر لایا گیا تو وہ بھی پی گیا، اس طرح سات بکریوں کا دودھ نکال کر لایا تو وہ بھی پی گیا۔ پھر صبح وہ مسلمان ہو گیا اس کے ناشتے

کے لیے ایک بکری کا دودھ نکال کر لایا تو وہ پی گیا پھر جب دوسری بکری کا دودھ نکال کر لایا گیا تو وہ نہیں پی سکا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مومن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔“ (37)

نبی اکرم ﷺ کے دور میں خدمتِ خلق کا اعلیٰ تصور موجود تھا۔ خدمتِ خلق کے بارے میں جو تعلیمات موجود تھیں تاریخی ایسی مثالوں دینے کو آج تک عاجز ہے۔ اسلام کی تعلیمات سے جو لوگ بہرہ ور ہوئے انھوں نے معاشرے کے اندر خدمتِ خلق کے وسیع تصور کو قائم کیا اور خلافت راشدہ کا دور اس کی روشن مثال ہے۔ صحابہ کرامؓ نے اپنے قول و عمل سے خدمتِ خلق کے نمونہ پیش کیے جن کی بدولت انفاق فی سبیل، زکوٰۃ اور صدقات کے نظام کو تقویت ملی اور معاشرہ میں یہ خدمتِ خلق کا نظام قائم ہوا۔

حوالہ جات

- ¹ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، الناشر: دار احیاء التراث العربی، لبنان کتاب الظالم، باب الاظلم المسلم، ۹۸/۳
Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail Al-Jama'i al-Sahih al-Bukhari, Al-Nasher: Darahiya al-Truth al-Arabi, Lebanon Kitab al-Muzalam, Chapter La Yazlam al-Muslim, 3/98
- ² القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح المسلم، الناشر: دار احیاء التراث العربی، لبنان، کتاب الادب، باب تراحم المؤمنین، ۲۰/۸
Al-Qushayri, Muslim bin Al-Hajjaj, The Sahih Muslim Mosque Publisher: Darahiya al-Trath al-Arabi, Lebanon, Kitab al-Adab, Chapter Traham al-Mu'minin, 8/20
- ³ القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح المسلم، الناشر: دار احیاء التراث العربی، لبنان، کتاب الزہد، باب الاحسان الی الارملة، ۲۲۱/۸
Al-Qushayri, Muslim bin Al-Hajjaj, The Sahih Muslim Mosque Publisher: Darahiya al-Trath al-Arabi, Lebanon, Kitab al-Zuhd, Chapter Al-Ahsan al-Alarmal, 8/221
- ⁴ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، الناشر: دار احیاء التراث العربی، لبنان، کتاب الادب، باب الساعی علی المسکین، ۷/۷۷
Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i al-Sahih al-Bukhari Publisher: Darahiya al-Tarath al-Arabi, Lebanon, Kitab al-Adab, Bab al-Sa'i Ali al-Maksin, 7/77
- ⁵ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، کتاب التوحید، باب فی المشیۃ والارادة، ۱۹۳/۸
Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Tawheed, chapter fi al-Masiya wa al-Arada, 8/193
- ⁶ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان، ۹/۱
Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i al-Sahih al-Bukhari, Kitab al-Alayman, Chapter Man al-Alayman, 9/1
- ⁷ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع السنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجائی فی رحمة المسلمین، ۳۲۴/۴
Al-Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa, Al-Jaami al-Sunan al-Tirmidhi, Kitab al-albar wal-salat, chapter majai fi rahmat al-muslimin, 4/324
- ⁸ الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع السنن الترمذی، باب ماجائی فی السرة علی المسلم، ۳۲۶/۴

Al-Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa, Al-Jaami al-Sunan al-Tirmidhi, Bab Majai fi al-Sutra Ali al-Muslim, 4/326

Al-Baqarah 2:129

Al Tobah 128:9

Al Yusaf 12:104

عبد الملک بن ہشام، السيرة النبوية، المحقق طه عبد الرؤف سعد، الناشر: دار الجلیل، لبنان، الطبعة الاولى ۱۴۱۰ھ ج ۲: ص ۵۰۸

Abdul Malik bin Hisham, Al-Sirat al-Nabawiyyah , Al-Haqiq Taha Abdul Rauf Saad, Al-Nasher: Dar Al-Jalil, Lebanon, Al-Taabat al-Awli 1410c: 2 p.: 508

مبارکپوری، صفی الرحمن، مولانا، الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیہ، لاہور، اپریل 2003ء، ص: ۲۵۵

Mubarakpuri, Safiur Rahman, Maulana, Al-Rahiq al-Makhtoum Al-Muktab al-Salafiyyah, Lahore, April 2003, p. 255

التشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح المسلم، الناشر: دار احیاء التراث العربی، لبنان، کتاب الاشراف، باب اکرام والضعیف

Al-Qushayri, Muslim bin Al-Hajjaj, The Sahih Muslim Mosque Publisher: Darahiya al-Trath al-Arabi, Lebanon, Kitab al-Ashrab, Bab Ikram and Al-Zaif

نعیم صدیقی، محسن انسانیت، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، مئی 2003ء، ص: 68

Naeem Siddiqui, Mohsen Insaniyat Al-Faisal Publishers and Books, Lahore, May 2003, p.68

ابن سعد / الطبقات الکبری، دار احیاء التراث العربی، لبنان، ج 1، ص 30

Ibn Saad/AAI-Kabari floors, Darahiya al-Trath al-Arabi, Lebanon, vol. 1, p. 30

Al Quraish

زر قانی / شرح مواہب اللدنیہ، دار المعرفہ، بیروت 1993ء، ج 1، ص 72

Zarkani /Sharh Muahib al-Ludniyyah , Dar al-Marifah, Beirut 1993, vol. 1, p. 72

Also, p. 71

ابن ہشام / السيرة النبوية کامل، مولانا عبد الجلیل صدیقی، (ترجمہ و تہذیب) شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ص 167

Ibn Hisham Al-Sirat al-Nabawiyyah Kamil Maulana Abdul Jalil Siddiqui, (Translation and Distinction), Sheikh Ghulam Ali and Sons Publishers, Lahore, p. 167

زر قانی / شرح مواہب اللدنیہ، دار المعرفہ، لبنان، 1993ء، ج 1، ص 94

Zarkani /Sharh Muahib al-Ludniyyah, Dar al-Marifah, Lebanon, 1993, vol.1, p.94

Also, p. 203

سلیمان بن الاشعث بن شداد بن عمرو، ابو داؤد، السنن ابی داؤد، ج 4، ص 327، رقم الحدیث 4996

Sulaiman bin Al-Asha'th bin Shaddad bin Amr, Abu Dawud, Al-Sunan Abi Dawud vol. 4, p. 327, Hadith No. 4996

زر قانی / شرح مواہب اللدنیہ، دار المعرفہ، بیروت 1993ء، ج 1، ص 203

Zarkani /Sharh Muahib al-Ludniyyah , Dar al-Marifa, Beirut 1993, vol. 1, p. 203

²⁵ ابن ہشام / السیرۃ النبویہ کامل، مولانا عبد الجلیل صدیقی، (ترجمہ و تہذیب) شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ص 261
Ibn Hisham Al-Sirat al-Nabawiyyah Kamil Maulana Abdul Jalil Siddiqui, (Translation and Distinction) Sheikh Ghulam Ali and Sons Publishers, Lahore, p. 261

Also, p. 261

²⁶ ایضاً، ص 261

²⁷ البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، دار احیاء التراث، لبنان، کتاب بدالوحي، باب اول، حدیث: 3
Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i al-Sahih al-Bukhari, Dar Ihya al-Trath, Lebanon, Kitab Badaluhi, Chapter 1, Hadith: 3

Al-Baqarah 129:2

²⁸ البقرہ ۱۲۹:2

Al tobah 128:9

²⁹ التوبہ 128:9

Al Yusaf 12:104

³⁰ یوسف ۱۲:۱۰۴

³¹ کاندھلوی، ادریس، محمد، مولانا، سیرت المصطفیٰ ﷺ، فرید بکڈپو، دہلی، 1999، ص 397
Kandhalvi, Idris, Muhammad, Maulana, Sirat al-Mustafa ﷺ, Farid Bakdapo, Delhi, 1999, p. 397

³² البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، دار احیاء التراث العربی، لبنان، باب دعاء النبی ﷺ رقم الحدیث 379
Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i al-Sahih al-Bukhari Dar Ihya al-Trath al-Arabi, Lebanon, Chapter Dua al-Nabi ﷺ Hadith No. 379

³³ ابن السعد۔ الطبقات الکبری، دار احیاء التراث العربی، لبنان، ج 1، ص 123، ابن حجر العسقلانی۔ الفتح الباری، مکتبہ اصحاب

الحدیث، لاہور، ج 6، ص 738

Ibn Al-Saad Tabaqat al-Kabari Dar Ahya al-Trath al-Arabi, Lebanon, vol. 1, p. 123, Ibn Hajar al-Asqalani. Al-Fath al-Bari, School of Companions of Hadith, Lahore, vol. 6, p. 738

Al-Hashr 59:18

³⁴ الحشر ۵۹:۱۸

³⁵ القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح المسلم، الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، باب الحث علی الصدقہ، رقم الحدیث

2351، رقم الحدیث 6800

Al-Qushayri, Muslim bin Al-Hajjaj, The Sahih Muslim Mosque Publisher: Darahiya al-Tarath al-Arabi, Beirut, Lebanon, Bab al-Hat Ali al-Sadaqa, hadith number 2351, hadith number 6800

³⁶ ایضاً

³⁷ القشیری، مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح المسلم، الناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، کتاب الاثریہ، باب اکرام الضیف

رقم الحدیث

Al-Qushayri, Muslim bin Al-Hajjaj, The Sahih Muslim Mosque Publisher: Darahiya al-Trath al-Arabi, Beirut, Lebanon, Kitab al-Ashri, Chapter Ikram al-Dhaif, number 53795379